Regd S. No 1411

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا

روزنامہ

المصلح

فی پرچہ ۲

اتوار

۳ محرم سنہ ۱۳۷۳ھ

ایڈیٹر: عبد القادر بی۔ اے

جلد ۶ | ۱۳ تبوک ۱۳۳۲ ہش - ۱۳ ستمبر سنہ ۱۹۵۳ء | نمبر ۱۳۸

تبلیغ اسلام کے لئے مکرم مولود احمد صاحب بی۔ اے انگلستان روانہ ہو گئے

آپ کے ہمراہ چوہدری اعجاز نصر اللہ خان صاحب اور حمید احمد صاحب اختر بھی تشریف لے گئے ہیں

کراچی ۱۲ ستمبر۔ کل چھ بجے شام ایشیا نامی بحری جہاز کے ذریعہ ہمارے مجاہد بھائی مکرم مولود احمد صاحب بی۔ اے شاہد تبلیغ اسلام کی غرض سے انگلستان روانہ ہو گئے۔ آپ ۶ جولائی کو ربوہ سے کراچی پہنچے تھے۔ اور اب تک جہاز کی انتظار میں یہیں مقیم تھے۔ آپ کا جہاز اٹلی کی بندرگاہ جنیوا تک جائے گا۔ اور اسکے بعد سوئٹزرلینڈ اور فرانس سے ہوتے ہوئے آپ ریل کے ذریعہ لنڈن پہنچیں گے۔

اسی جہاز سے مکرم چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء امیر جماعت احمدیہ لاہور کے صاحبزادے مکرم چوہدری اعجاز نصر اللہ خان صاحب بی۔ اے بیرسٹری کی تعلیم کے لئے اور مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر اسسٹنٹ پرسنل آفیسر نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور کے صاحبزادے مکرم حمید احمد صاحب اختر آٹو موبائل اینڈ مکینکل انجینئرنگ کی تعلیم کے لئے انگلستان تشریف لے گئے ہیں۔

روانگی سے پیشتر جماعت احمدیہ کراچی کے کثیر احباب نے بندرگاہ اور عرشہ جہاز پر اپنے ان تینوں بھائیوں کو پھولوں کے ہار پہنائے اور مکرم مولوی عبد المالک خان صاحب مبلغ سلسلہ کی اقتداء میں اجتماعی دعا سے الوداع کیا۔ احباب ان تینوں بھائیوں کے بخیر و عافیت پہنچنے اور مقاصد میں شاندار کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

سلسلہ احمدیہ کی خبریں

ربوہ ۹ ستمبر (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت ذانت میں شدید درد، بخار اور زخم کی تکلیف کے باعث بہت ناساز ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

مصر برطانیہ سے کوئی ایسا سمجھوتہ نہیں کرے گا جس سے مصر کی آزادی خطرے میں پڑ جائے (جنرل نجیب)

قضیۂ سویز کے تصفیہ کے متعلق مسٹر چرچل اور سر رابرٹسن سے چوہدری محمد ظفر اللہ خان کی ملاقاتیں

قاہرہ ۱۲ ستمبر۔ مصر کے وزیراعظم جنرل محمد نجیب نے اعلان کیا ہے کہ مصر قضیہ سویز کے تصفیہ کے سلسلہ میں برطانیہ سے کوئی ایسا سمجھوتہ نہیں کرے گا۔ کہ جس سے مصر کی آزادی کے تقاضے پورے نہ ہوتے ہوں۔ کل انہوں نے یہاں ایک جلسے میں تقریر کرتے ہوئے اہل مصر کو یقین دلایا کہ مسئلہ سویز کے بارے میں مصر اپنے موقف کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔ دوران تقریر میں انہوں نے برطانیہ پر الزام لگایا کہ وہ مصر کے اتحاد کو پاش پاش کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ چنانچہ مصریوں میں باہم پھوٹ ڈالنے کے لئے طرح طرح کی افواہیں پھیلائی جا رہی ہیں۔ انہوں نے خبردار کیا۔ کہ وہ اس کوشش میں کبھی کامیاب نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ جہاں تک علاقہ سویز کو غیر ملکی تسلط سے آزاد کرانے کا تعلق ہے مصری قوم پوری طرح متحد ہے۔

کل لنڈن میں وزیر خارجہ پاکستان آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے برطانوی مصری قضیہ کے متعلق برطانیہ کے وزیراعظم سر ونسٹن چرچل کو مصری حکومت کے خیالات سے مطلع کیا۔ آپ قاہرہ میں جنرل نجیب اور دیگر مصری قائدین سے ملاقات کرتے ہوئے لنڈن پہنچے ہیں، جہاں سے آپ جنرل اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کرنے کے لئے امریکہ تشریف لے جائیں گے۔ سر ونسٹن چرچل سے ملاقات کرنے کے بعد آپ نے اخبار نویسوں کو بتایا کہ میں نے اس ملاقات میں سر ونسٹن کو مطلع کیا ہے کہ حالیہ مذاکرات کے بارے میں مصری حکومت کا خیال کیا ہے۔ مذاکرات کے نتائج کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا اب صرف چند باتوں پر ہی اختلاف رہ گیا ہے۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے کل جنرل رابرٹسن سے بھی ملاقات کی۔ جو پچھلے دنوں برطانوی مصری مذاکرات میں برطانوی مندوب اعلیٰ کی حیثیت سے شرکت کرتے رہے ہیں۔ خیال ہے کہ وزیر خارجہ پاکستان سے ملاقات کی روشنی میں جنرل رابرٹسن سر ونسٹن چرچل سے اب پھر بات چیت کریں گے۔

ایک خبر رساں ایجنسی کی اطلاع کے مطابق امریکہ کے صدر مسٹر آئزن ہاور نے برطانیہ پر زور دیا ہے کہ وہ مصری شرطیں منظور کر لے۔ لیکن اس خبر کی ابھی تصدیق نہیں ہو سکی۔

حضرت سیدہ ام داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ربوہ میں سپرد خاک کیا گیا

جیسا کہ احباب کو اطلاع دی جا چکی ہے۔ ۸ ستمبر کو لاہور میں حضرت سیدہ ام داؤد رضی اللہ عنہا رحلت فرما گئی تھیں۔ بعد کی اطلاع مظہر ہے کہ آپ کا جنازہ ربوہ لے جایا گیا۔ اور مقبرہ موصیان میں حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی چار دیواری میں آپ کو دفن کیا گیا۔ اس ضمن میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مدظلہ العالی نے جو تار ارسال فرمایا ہے۔ اس کے متن کا ترجمہ درج ذیل ہے:-

"حضرت سیدہ ام داؤد منگل کے روز صبح لاہور میں رحلت فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ ربوہ لایا گیا۔ اور حضرت ام المومنین رض والی چار دیواری میں دفن کی گئیں"

ہندوستان میں جماعت اسلامی کی سرگرمیاں

نئی دہلی ۱۲ ستمبر۔ ہندوستان کے وزیر داخلہ ڈاکٹر کاٹجو نے کل پارلیمنٹ میں بتایا کہ حکومت ہند جماعت اسلامی کی سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر ہے۔ اور وقت آنے پر وہ اس بارے میں ضروری کارروائی کرے گی۔

سینیٹر میکارتھی پر امریکہ کے محکمہ جنگ کا الزام

واشنگٹن ۱۲ ستمبر۔ امریکی فوج نے سینیٹر میکارتھی پر یہ الزام لگایا ہے کہ انہوں نے سائبیریا کے متعلق بعض خفیہ رپورٹیں ظاہر کر دی ہیں۔ سینیٹر میکارتھی نے ان خفیہ رپورٹوں کے فوٹو بعض اخبار نویسوں کو دکھا کر یہ الزام لگایا تھا کہ بعض معاملات میں حکومت کی روش سے کمیونسٹوں کو تقویت پہنچی ہے۔ امریکہ کے محکمہ جنگ نے اس الزام کی تردید کی ہے۔

مالنکوف سے شمالی کوریا کے وفد کی ملاقات

ماسکو ۱۲ ستمبر۔ روس کے وزیر اعظم مسٹر مالنکوف نے شمالی کوریا کے ایک وفد کو ملاقات کا موقعہ دیا ہے۔ یہ وفد شمالی کوریا کے وزیر اعظم کی قیادت میں جمعرات کو ماسکو پہنچا تھا۔ وفد میں شمالی کوریا کے وزیر خارجہ جنرل نام ال بھی شامل ہیں۔

تونس اور مراکش کے مسئلے جنرل اسمبلی کے عارضی ایجنڈے میں شامل کر لئے گئے

نیویارک ۱۲ ستمبر۔ تونس اور مراکش کے مسئلے جنرل اسمبلی کے عارضی ایجنڈے میں شامل کر لئے گئے ہیں۔ اسمبلی کا آٹھواں اجلاس منگل کو نیویارک میں شروع ہو رہا ہے۔ عرب ایشیائی گروپ کے ... جمہوروں کا کہنا ہے کہ ساتویں اجلاس میں جنرل اسمبلی نے تونس اور مراکش کے مسائل حل کرنے کے بارے میں جو سفارشات کی تھیں، فرانس نے ان پر نہ صرف یہ کہ عمل نہیں کیا ہے۔ بلکہ اس نے اپنی آمرانہ روش میں اور زیادہ شدت اختیار کر لی ہے۔ جس کی وجہ سے ان دونوں ملکوں میں صورت حال اور بھی زیادہ نازک ہو گئی ہے۔ گروپ کے ممبران مسائل کو جنرل اسمبلی کے اجلاس میں زیر بحث لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جنرل نجیب کی یقین دہانی

قاہرہ ۱۲ ستمبر۔ مصر کے وزیر اعظم جنرل نجیب نے کہا ہے کہ علاقہ سویز کے مستقبل کے متعلق برطانیہ سے جو گفت و شنید ہو رہی ہے۔ اسے فی الحال راز میں رکھا جائے گا۔ تاہم آپ نے یقین دلایا کہ جب تک عوام کو اس گفت و شنید کے نتائج سے اطلاع نہیں دیدی جائے گی۔ اس وقت تک سمجھوتے پر دستخط نہیں کئے جائیں گے۔

فرانس ہندوستانی مقبوضہ علاقوں کا معاملہ بین الاقوامی عدالت میں پیش کریگا

پیرس ۱۲ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ فرانس نے اپنے ہندوستانی مقبوضہ علاقوں کا معاملہ بین الاقوامی عدالت میں ثالثی کے لئے پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس امر کا انکشاف کرتے ہوئے فرانسیسی حکومت کے ایک ترجمان نے بتایا ہے کہ ان مقبوضات میں سرحدی حادثات دن بدن زور پکڑتے جا رہے ہیں۔ جس کا ان مقبوضات کی اندرونی حالت اور بیرونی تجارت پر بہت برا اثر پڑ رہا ہے۔

عبد القادر پرنٹر و پبلشر نے انجمن پریس لارنس روڈ کراچی میں طبع کرا کر دفتر المصلح کراچی سے شائع کیا۔

روزنامہ المصلح کراچی

مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۵۴ء

دستور

پاکستان کے وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے اپنی پریس کانفرنس میں دستور سازی کے متعلق ان غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ جو بعض لوگوں کی طرف سے آپ کی اس تجویز پر پیدا کی گئی ہیں کہ دستور کے جن امور میں کلی اتفاق رائے ہے۔ اسکو جلد از جلد اسمبلی میں منظور کر لیا جائے۔ تاکہ چھ سال سے جو یہ مملکت بغیر دستور کے چلی آتی ہے۔ اس ناخوب صورت حال کو ختم کر دیا جائے اور جن امور پر اختلاف ہے اور جن پر بحث و مباحثہ طویل ہو سکتا ہے۔ ان کو فی الحال ملتوی کر دیا جائے اور آہستہ آہستہ جوں جوں ان امور پہ اتفاق . . . . ہوتا جائے۔ توں توں انہیں دستور میں شامل کر لیا جائے۔ چنانچہ مسٹر محمد علی نے فرمایا کہ

"میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ بجائے تمام امور پر اتفاق کا انتظار کرنے کے متفق علیہ امور کی بنا پر جلد از جلد دستور کو قانونی حیثیت دی جائے۔ کلی اتفاق کی عدم موجودگی کی وجہ سے ہم چھ سال پہلے ہی ضائع کر چکے ہیں"

آپ نے فرمایا کہ "اسکو عبوری دستور کہنا غلط نام دینا ہے۔ عبوری دستور کے معنے ایسا دستور ہیں جو مستقل دستور بننے تک کے لئے عارضی طور پر کام چلانے کے لئے بنایا جائے۔ مگر ہم دستور سازی کے میدان میں بڑھنا چاہتے ہیں"

بات صاف واضح ہے جو ہر ایک آدمی اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ مگر بعض لوگ اور جماعتیں ملک میں ایسی ہیں۔ جنہوں نے قسم کھا رکھی ہے۔ کہ حکومت کی طرف سے خواہ کتنا ہی مفید قدم اٹھایا جائے۔ اس کی مخالفت برائے مخالفت ضرور کی جائے۔ اور مخالفین کی ایسی ذہنیت بن جانا ایک قدرتی امر ہے۔ جب کوئی فرد یا جماعت کسی نہ کسی وجہ سے حکومت کا تختہ الٹنے کا ہی عزم کرلے۔ تو قدرتاً حکومت کی ہر بات پر نکتہ چینی کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اور مخالفت کے اندھیرے میں اچھی اور روشن بات بھی تاریک ہی نظر آتی ہے

مخالفین نے اعتراضات کے کئی پہلو اختیار کئے ہیں۔ مگر حکومت کے خلاف عوام کو بھڑکانے والا جو اعتراض کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ حکومت اس طرح اسلامی حکومت بنانے سے گریز کرنا چاہتی ہے۔ حالانکہ قرارداد مقاصد کی موجودگی میں دستور کی کوئی ایسی شق نہیں بنائی جا سکتی جو اس کی روح کے مطابق نہ ہو۔ آخر یہ کس طرح خیال کیا جا سکتا ہے کہ حکومت کوئی ایسا دستور بنائے گی۔ جو ان مقاصد کے مطابق نہ ہوگا۔ جو خود وہ پہلے منظور کر چکی ہے۔ کیا موجودہ حکومت یا دستور ساز اسمبلی کے ارکان ایسے ہی نادان اور غیر ذمہ دار لوگ ہیں۔ جیسے شاید بچے بھی قیاس نہیں کئے جا سکتے۔ کہ وہ کوئی ایسا دستور بنائیں گے جو اس عہد کے خلاف ہوگا۔ جو خود وہ تمام دنیا کے سامنے کر چکے ہیں۔ اس قسم کا الزام حکومت پر لگانا سوائے اسکے ممکن نہیں کہ ایسے معترضین عوام کو دیدہ دانستہ دھوکا اور فریب دے کر حکومت کے خلاف بھڑکانا چاہتے ہیں۔ تاکہ وہ موجودہ حکومت پر ضرب لگا سکیں

ہر پاکستانی جانتا ہے کہ جو دستور کا ڈھانچہ پچھلے دنوں عوام کے سامنے دھرا گیا تھا اس میں بعض ایسی باتیں ہیں جن پر کئی اطراف سے اعتراضات اور ترمیمات پیش کی گئی ہیں ان میں سے بعض ایسے امور بھی ہیں۔ جن کے متعلق مختلف گروپوں کے درمیان سخت اختلاف ہے اور ظاہر ہے کہ ایسے اختلافات کو ہموار کرنے کے لئے بہت سے بحث و مباحثہ اور وقت کی ضرورت ہے۔ اور جن کو اتفاق رائے کے بغیر بلا سوچے سمجھے مستقل دستور کا حصہ بنا دینا بہت سی ایسی خرابیوں کا باعث ہو سکتا ہے۔ جن سے ملک کو سخت نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔

ان امور کے علاوہ بہت سے ایسے امور بھی ہیں جن کے متعلق تمام گروپوں میں کلی اتفاق رائے ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ تقریباً تمام بنیادی امور جن کی وجہ سے کوئی دستور دستور کہلا سکتا ہے ان امور میں آ جاتے ہیں جن پر تمام گروپ متفق ہیں۔ اسلئے جو دستور بنے گا وہ ملک کے لئے ایک مستقل دستور ہی ہوگا۔ اور اس میں رد و بدل کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔ سوائے ایسے حالات کے جن کی موجودگی پر دستور ہی میں موجودہ شرائط کے مطابق رد و بدل کیا جا سکتا ہے۔ اور جو شرائط بہرحال کسی ملک کے ترقی کی راہ پر چلانے والے دستور میں ہونی لازمی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ صرف چند ہی ایسی باتیں ہونگی۔ اور وہ بھی بنیادی نہیں۔ جن پر تمام گروپوں کو اتفاق نہیں۔ اور جن کو فی الحال حل نہ کرنا دستور کی عمومیت پر اثر انداز نہیں ہو سکتا ظاہر ہے کہ بعض غیر متفق علیہ اور غیر بنیادی متنازعہ چیزوں کے لئے ملک کو اب زیادہ دیر تک دستور سے محروم رکھنا کسی طرح جائز نہیں سمجھا جا سکتا۔

اب جبکہ وزیر اعظم نے صاف صاف لفظوں میں واضح کر دیا ہے۔ کہ مجوزہ دستور میں کوئی ایسی بات نہیں ہوگی۔ جو کلی طور پر متفق علیہ نہ ہوگی۔ تو تمام ایسے خدشات جو عوام کے دلوں میں معترضین کی طرف سے پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے عوام کے دلوں سے دور ہو جانے چاہئیں اور انہیں اعتماد رکھنا چاہیئے کہ حکومت کسی ایسے فعل کی مرتکب نہیں ہوگی جو عوام کے مذہبی یا قومی جذبات کو ٹھیس لگانے والی ہو۔ ہمیں اعتماد رکھنا چاہیئے کہ حکومت اور دستور ساز اسمبلی کے ارکان ایسے جاہل نہیں ہیں۔ کہ وہ اپنے گزشتہ معاہدات کو فراموش کر کے کوئی ایسا دستور بنائیں گے۔ جس پر انگلی رکھی جا سکے۔

اصل میں یہ معترضین اکثر وہی لوگ ہیں جو اب تک دستور سازی کے راستہ میں مختلف طریقوں سے روڑے اٹکاتے چلے آئے ہیں۔ اور جا و بے جا نعرہ بازی کر کے حکومت کو مرعوب کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ اور ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ حکومت نے بھی اس معاملہ میں کمزوری دکھائی ہے۔ ورنہ اسکو چاہیئے تھا کہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے ایک دو سال کے اندر اندر دستور سازی کا کام ختم کر دیتی۔ اور اگر اس میں کوئی نقائص رہ بھی جاتے تو وہ امتداد زمانہ سے خود بخود اصلاح پذیر ہوتے رہتے۔

بے شک دستور سازی بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔ مگر یہ تو بڑی سے بڑی ترقی یافتہ قوم سے بھی ابھی تک نہیں ہو سکا۔ کہ وہ کوئی ایسا مثالی دستور معرض وجود میں لے آئے۔ جس میں کوئی غلطی نہ ہو۔ آخر مصر نے جو ایک ہمارے جیسے ہی مسلمانوں کا ملک ہے چند ماہ میں اپنا نیا دستور بنا کر دکھا دیا ہے یا نہیں ؟

جو چند متنازعہ باتیں پاکستان کی دستور سازی میں پیدا ہو گئی ہیں۔ اور جن کی وجہ سے در اصل دستور سازی میں تاخیر ہوئی ہے۔ خود ہمارے اس تساہل کا نتیجہ ہیں۔ اور جو شروع میں سادہ تھیں اور آسانی سے حل ہو سکتی تھیں۔ مگر امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ وہ روز بروز خطرناک ہوتی چلی گئیں۔ اور اب وہ دکھتا ہوا پھوڑا بن گئی ہیں۔ مگر اس کا علاج وہی ہے۔ جو وزیر اعظم نے تجویز کیا ہے۔ کہ غیر متنازعہ امور کی بنا پر دستور فوراً بنا لیا جائے۔

اتحاد کی ضرورت

کل قائد اعظم کے یوم وصال پر جہانگیر پارک کے جلسہ عام میں وزیر اعظم پاکستان جناب محمد علی نے جو تقریر فرمائی ہے۔ اس کا مکمل متن المصلح کی آج کی اشاعت میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔ ایسے عظیم موقعہ پر جبکہ بانی پاکستان کو پاکستان کے تمام عوام قلبی گہرائیوں سے خراج عقیدت پیش کر رہے تھے۔ وزیر اعظم نے جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ وہ یقیناً اس قابل ہیں کہ پاکستان کے تمام عوام پوری توجہ سے اس پر غور کریں اور خصوصاً قائد اعظم کی یاد سے پیدا شدہ جذبات کے ماحول میں حب الوطنی کے احساسات کے ساتھ اپنے اور اپنی تمام قوم کے اعمال کا جائزہ لیں

اس موقعہ پر جبکہ وزیر اعظم پاکستان نے قوم کے افراد سے اپیل کی ہے کہ وہ قائد اعظم کے زریں اصولوں کے آئینے میں اپنے کردار و گفتار کی تصویر دیکھ کر حسن و قبح کا اندازہ لگائیں۔ وہاں آپ نے ایک اور نہایت ضروری امر کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ جس کی اہمیت اس سے واضح ہو جاتی ہے۔ کہ باوجودیکہ وزیر اعظم ایسے موقعہ پر جبکہ وہ نہایت رقت آمیز انداز میں اپنے محبوب قائد کو نذرانہ عقیدت پیش کر رہے تھے۔ اور کسی ملکی یا غیر ملکی سیاسی مسئلہ پر اظہار خیال کرنا نہیں چاہتے تھے۔ انہیں اس طرف قوم کی توجہ مبذول کرانا ہی پڑی۔ یہ اہم امر "اتحاد" تھا۔ جس کی موجودہ دور میں جبکہ پاکستان کے مختلف حصوں میں منافقت اور نفاق کا زہریلا پود اجڑ پکڑ رہا ہے بہت ہی زیادہ ضرورت تھی۔ آپ نے فرمایا۔

"میں آج کے دن کسی ملکی یا غیر ملکی سیاسی مسئلہ پر اظہار خیال نہیں کرنا چاہتا لیکن ایک مسئلہ ایسا ہے جس کا ذکر قائد اعظم کے یوم وصال پر کرنا ضروری ہے۔ میری مراد مسئلہ اتحاد سے ہے۔ قائد اعظم نے تین زریں اصول ہم کو بتائے تھے۔ اتحاد، تنظیم اور یقین محکم یہ اصول ہمارے قومی اصول ہیں۔ میرے خیال میں ان تینوں اصولوں میں سے اتحاد کا اصول سب سے زیادہ اہم ہے۔ جس قوم میں اتحاد ہوگا۔ اس قوم کو اس اتحاد کی بدولت خود بخود اپنے مستقبل پر یقین ہو جاتا ہے۔ اور وہ قوم تنظیم کی نعمت سے کبھی محروم نہیں رہ سکتی۔"

آپ نے فرمایا "اس حقیقت سے نہ آپ انکار کر سکتے ہیں اور نہ میں کہ قائد اعظم کی وفات کے بعد قوم کے اتحاد کو نقصان ضرور پہنچا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اگر ہم قائد اعظم کے اصولوں پر چلنے کے دعویدار ہیں۔ تو ہم سب کو ملکر اس نقصان کی تلافی کرنی ہوگی۔"

آپ نے فرمایا۔ "قوم کو اب یہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ اندرونی منافقات اور نفاق کی وجہ سے ملک اور قوم کو بے انتہا نقصان پہنچا ہے۔ یہ احساس بھی ایک حد تک ہمارے

(باقی صفحہ ۴ پر)

آہ! حضرت ممانی جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(از محترمہ امۃ اللطیف صاحبہ کراچی)

گو ایک عرصہ سے حضرت ممانی جان (اہلیہ حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ) تشویشناک علالت میں مبتلا تھیں۔ لیکن پھر بھی جب ان کی وفات کی اطلاع ملی۔ تو دل و دماغ پر ایک سکتہ سا طاری ہو گیا۔ اور یقین نہیں آتا۔ کہ وہ واقعی ہم سے رخصت ہو چکی ہیں۔ اور ہم ہمیشہ کے لئے ان کے علم و فضل انکی پاکیزہ صحبت اور ان کی درد مندانہ دعاؤں سے محروم ہو گئے ہیں۔ اس سے پہلے بھی آپ کئی مرتبہ شدید بیماری سے دوچار ہوئیں۔ اور موجودہ علالت بھی جس طرح طوالت اختیار کر گئی تھی۔ اس کو دیکھتے ہوئے خیال ہوتا تھا۔ کہ شاید اللہ تعالےٰ اس مرتبہ بھی انہیں صحت بخش دے۔ اور اس طرح ہم ان کے قیمتی وجود سے مستفیض ہوتے رہیں۔ لیکن آخر وہی ہوتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہو۔ ہر انسان نے آخر مرنا ہے۔ خواہ ہمارا کتنا ہی قیمتی وجود ہو۔ اور اسکی جدائی ہمیں کتنی ہی شاق گذرے۔ لیکن ایک سچے مومن کے جذبات وہی ہوتے ہیں۔ جس کا اظہار ہمارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں فرمایا ہے :۔ ؎

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مجھے اللہ تعالےٰ کے فضل سے حضرت ممانی جانؓ کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ بہت سے واقعات اس وقت میرے ذہن میں ہیں۔ جن سے ان کی مختلف غیر معمولی استعدادوں اور صفات پر روشنی پڑ سکتی ہے۔ لیکن صدمہ اتنا شدید اور تازہ ہے۔ کہ دل و دماغ کو یکسوئی حاصل نہیں۔ سردست ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں چند ایک باتیں عرض کرتی ہوں۔ جن سے ایک حد تک اندازہ لگایا جا سکیگا۔ کہ جماعت احمدیہ اور بالخصوص احمدی مستورات ایک کتنے قیمتی۔ محسن۔ مشفق اور عالم دین وجود سے محروم ہو گئی ہیں۔

آپ کی ایک نمایاں خصوصیت

آپ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی۔ کہ جو کام بھی آپ کے سپرد ہوتا۔ اسے حد درجہ محنت اور دلچسپی اور انہماک کے ساتھ کرتیں۔ اور کراتیں۔ اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھتیں۔ جبتک کہ وہ کام تکمیل کو نہ پہنچ جائے۔ کام کو ادھورا چھوڑنے کو سخت ناپسند فرماتیں۔

۱۹۴۵ء میں الیکشن کے ہنگامی کام کے موقع پر میں نے دیکھا کہ باوجود ناسازیٔ طبع کے آپ بیس بیس گھنٹے متواتر کام کرتی رہیں۔ میرا یہ کام کرنے کا پہلا موقع تھا۔ اور میں نے یہ بات خاص طور پر محسوس کی۔ کہ ہر کارکن آپ کے رعب اور وقار کی وجہ سے پہلے پہل آپ کے ساتھ کام کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتا تھا۔ لیکن ان میں سے جو بھی تندہی۔ جانفشانی اور محنت سے کام کرتا وہ آپ کی محبت۔ شفقت۔ بے تکلفی۔ ہمدردی اور دعاؤں کا مورد ہو جاتا۔ یہ آپ ہی کی شبانہ روز محنت اور حسن انتظام کا نتیجہ تھا۔ کہ الیکشن کے سلسلے میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے مستورات کے کام پر خاص طور پر اظہار خوشنودی فرمایا۔ الحمد للہ۔

محنت استقلال اور حسن انتظام

تقسیم ہند کے بعد رتن باغ لاہور میں پہلے سے بھی زیادہ آپ کے پاس رہنے کا موقع ملا۔ عورتوں سے تعلق رکھنے والے اکثر ہنگامی اور اہم کام آپ کے سپرد ہی ہوتے تھے۔ آپ ان کاموں کو بڑی محنت۔ جانفشانی اور احسن طریق سے کام دیتیں کارکنوں سے بہتر سے بہتر رنگ میں اور زیادہ سے زیادہ کام لینے پر قادر ہوتیں۔ باوجود کمزوریٔ صحت کے کام کے وقت محنت۔ انہماک۔ استقلال اور حسن انتظام کا ایک اعلیٰ نمونہ پیش کرتیں، ہر کام میں سبقت فرماتیں۔ پھٹے۔ پرانے میلے کمبلوں اور کپڑوں کو قومی ضرورت کی خاطر اپنے ہاتھ سے پیوند لگاتیں۔ اور جب تک ہر کام مکمل نہ ہو جاتا۔ آرام کی نیند نہ سوتیں۔ آپ مستورات میں قرون اولیٰ کی صحابیات کا سا رنگ پیدا کر دینے کی خواہاں ہوتیں۔ غرباء۔ بیوگان اور یتامیٰ کی دلجوئی اور حاجت روائی کرنا اپنے مرحوم جلیل القدر شوہر کی طرح آپ کو بھی بہت محبوب تھا۔ لجنہ اماء اللہ کے اجلاسوں میں تاکیداً فرماتیں۔ کہ ہر وقت غرباء کی فہرست اپنے پاس رکھا کرو۔ تا اگر کسی وقت غرباء کو کچھ دینے کا موقعہ ہو۔ تو فوراً دے دیا جائے۔

اپریل ۱۹۴۹ء میں جماعت کا پہلا جلسہ سالانہ ربوہ میں منعقد ہوا۔ اس وقت تک ابھی ربوہ میں عام رہائش کا کوئی انتظام نہ تھا۔ مردوں کی طرح اور عورتوں کے لئے رہائش کا انتظام کرنا بھی ایک بہت کٹھن وسیع اور نازک کام تھا۔ اس کام کی انچارج آپ کو بنایا گیا تھا۔ میرے اور محترمہ سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ کے ذمہ نائب ناظمہ کا کام تھا۔ اس کام کے علاوہ جلسہ سالانہ سے صرف دو دن پہلے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔ کہ رتن باغ میں رہنے والی تمام مستورات (جن میں درویشوں اور بعض کارکنوں کی بیویوں کے علاوہ بیوگان بھی شامل تھیں) ربوہ مستقل رہائش کے لئے چلی جائیں۔ فوری طور پر ان مستورات کو انتظام کے ماتحت لے جانا اور ان کے قیام کا انتظام کرنا بھی ایک بھاری کام تھا۔ مستورات کا قافلہ چالیس کے قریب خاندانوں پر مشتمل جس کی مجموعی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب تھی حضرت ممانی جان اس قافلہ کو لیکر لاہور سے ربوہ تشریف لائیں۔ رات کو جب گاڑی ربوہ پہنچی تو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز سٹیشن پر تشریف فرما تھے۔ حضور نے ہر عورت کا سامان جائے قیام تک خدام کے ذریعہ بھجوانے کا انتظام فرمایا۔ میرے پاس مستورات کی فہرست اور ان کے سامان کی لسٹ تھی، میں نے دیکھا کہ حضرت ممانی جانؓ اس وقت تک سٹیشن پر تشریف فرما رہیں۔ جب تک کہ تمام عورتوں کو ان کے سامنے بھجوا نہیں دیا گیا، اور پھر آپ نے باوجود سفر کی کوفت کے آرام نہیں فرمایا۔ مستورات کو کھانا کھلایا۔ اور ہر قسم کی ضرورت کی چیزوں کا آپ انتظام فرماتی رہیں۔ جلسہ سالانہ کی قیام گاہ میں باوجود شدت گرمی کے سارا دن اور رات کام کرتیں۔ ہم ان کی نسبت چوتھائی کام کر کے تھک جاتیں۔ لیکن باوجود کمزوریٔ صحت وہ کبھی کسی وقت بھی سست نظر نہ آتیں۔ ہر مہمان عورت تک خود پہنچ کر دریافت فرمانے کی کوشش کرتیں۔ کہ کسی قسم کی تکلیف تو نہیں ہے؟ مردوں کو ساتھ لے کر ہر نقص دور کرواتیں۔ کہیں روشنی کے گیس لگوا رہی ہیں۔ تو کہیں پانی کا انتظام کروا رہی ہیں اور دیگوں اور روٹیوں کا جائزہ لے رہی ہیں۔ رات کے چاہے دو بج جائیں۔ جب تک صحیح طریق سے ہر کام ختم نہ ہو جائے اور ہر کارکن اپنی رپورٹ سنا کر اگلے دن کے لیے ہدایات نہ لے لے۔ آپ آرام نہ فرماتیں۔

علم و فضل:۔ آپکی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی۔ کہ آپ قرآن مجید احادیث اور دینیات کے علم کے لحاظ سے بھی نہایت بلند پایہ رکھتی تھیں۔ مجھے ذاتی طور پر علم ہے۔ کہ جماعت کے کئی علماء نازک دینی مسائل کو سمجھنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور آپ سے استفادہ حاصل کیا کرتے تھے۔ جس طرح مردوں میں حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اپنے علم و فضل کے لحاظ سے ایک ممتاز اور مخصوص مقام حاصل تھا۔ بالکل اسی طرح آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت ممانی جان مرحومہ کو بھی احمدی مستورات میں دینی مسائل کو سمجھنے سمجھانے اور اپنے تبحر علمی کے لحاظ سے ایک یگانہ حیثیت حاصل تھی۔

باقاعدگی اور سلیقہ

حضرت ممدوحہ کے ہر کام میں ایک باقاعدگی اور سلیقہ بھی نمایاں نظر آتا تھا۔ آمد و خرچ کا باقاعدہ ریکارڈ رکھتیں۔ خواہ گھر کا خرچ ہو۔ یا چندہ کا حساب۔ آئندہ کرنے والے کام ایک نوٹ بک میں درج فرماتیں۔ اور اسے حفاظت سے رکھتیں۔ غرض ہر کام میں باقاعدگی اور سلیقے کو پسند فرماتیں۔

تین سال مجھے آپ کے ساتھ کام کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کے ساتھ کام کرنے سے میں نے بہت کچھ سیکھا۔ آپ نے میرے کام پر متعدد مرتبہ خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور دعائیں دیں۔ ۱۹۴۸ء کی گرمیوں میں آپ باہر سے جب واپس تشریف لائیں۔ تو مجھے فرمایا۔ کہ لطیف میں نے بعض خاص باتوں کے لیے نو دن دعائیں کی ہیں۔ بشریٰ (ان کی اپنی صاحبزادی) کے لئے بھی دعا کرتی رہی ہوں۔ اور تمہارے لئے بھی۔" ان ہی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے مجھ پر بعض خاص فضل فرمائے ہیں۔ میں نے بارہا محسوس کیا۔ کہ آپ کو مجھ سے خاص محبت ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی۔ کہ میرے والد صاحب محترم میاں عبد الرحیم صاحب درویش قادیان میں مقیم ہیں اور آپ درویشوں کے رشتہ داروں اور عزیزوں کا خاص طور پر خیال رکھا کرتی تھیں۔

میرے نکاح کے موقع پر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے باقی ارکان کے ساتھ آپ بھی تشریف لائیں۔ اور دعا فرمائی۔ دعا کے بعد فرمایا۔ کہ سینکڑوں جگہ شادی نکاح کے موقعہ پر دعا کی ہے۔ لیکن آج دعا کرتے وقت مجھے تحریک ہوئی۔ کہ میں یہ دعا کروں کہ اس وقت احمدیت ایک نازک دور میں سے گزر رہی ہے خدا تو اس کو ایسی اولاد دے جو نیک ہو۔ اور احمدیت کی مضبوطی کا موجب ہو۔ بھائی اور بہنیں دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ حضرت ممانی جان مرحومہ کی یہ دعا قبول فرمائے اور میرے بچے عزیز لئیق احمد کو نیک صالح اور خادم دین بنائے۔ اور لمبی باصحت عمر عطا فرمائے۔

آپ کو ہر موقع پر مستورات کی تربیت اور رسوم کی اصلاح کا بھی خیال رہتا تھا۔ جب میرے رخصتانہ کے وقت تشریف لائیں تو آپ کی طبیعت کچھ علیل تھی۔ لیٹی رہیں۔ اور ساتھ ساتھ اپنی ہدایات سے مستفیض فرماتی رہیں۔ ہمارے ہاں رواج تھا۔ کہ دولہا کو رشتہ دار عورتیں باری باری نقدی یا رومال وغیرہ کی صورت میں تحفے دیتیں اس طریق کو آپ نے ناپسند فرمایا۔ کیونکہ اس میں ایک طرح کی نمائش کا رنگ پایا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا "اگر تم تحفہ دینا چاہتی ہو تو سب تحائف لڑکی کی والدہ کو دے دو۔ وہ خود لڑکے کو دے دیگی"۔

غرض حضرت ممانی جان مرحومہ اپنی دینی خدمات اپنے تقویٰ و طہارت۔ علم و فضل۔ غربا پروری اور دیگر بہت سی قابل تقلید صفات کی وجہ سے جماعت احمدیہ میں ایک بلند مقام رکھنے والی بزرگ ہستی تھیں۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ جنت الفردوس میں انہیں بلند سے بلند درجات عطا فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(خاکسارہ امۃ اللطیف اہلیہ خورشید احمد صاحب)

ولادت

مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۵۳ء کو اللہ تعالےٰ نے ضیاء الدین صاحب کو لڑکا عطا فرمایا۔ جو میاں چراغ الدین صاحب آف قادیان کا پوتا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نومولود کو لمبی باصحت عمر دے۔ اور خادم دین و ملت بنائے۔

درخواست دعا

برادرم خواجہ محمد جمیل صاحب گھنگھے بانگر والے بعارضہ ٹائیفائڈ سخت بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خواجہ محمد احمد مسلم شراکت کمپنی جڑانوالہ۔

رضوان عبداللہ مرحوم!

(از صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب)

زندہ قومیں اپنی تاریخ میں پختہ اور اولوالعزم اور بہادر افراد کی قومی خدمتوں کو سنہری حروف سے تحریر کرتی ہیں کیونکہ آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے وہ قومی برتری اور عزت نفس کے قیام کا سرمایہ ہوتی ہیں۔ اور قوم کی خاطر قربانی کا ایک طویل تسلسل قائم رکھتی ہیں۔

ہمارے غیر ملکی بھائی عزیزم رضوان عبداللہؓ کا نماز کی تیاری میں وضو کرتے ہوئے غریب الوطنی میں غرق آب ہو جانا بھی ایک ایسا واقعہ ہے جو احمدیت کی تاریخ میں محفوظ رہے گا۔ ہمارے بھائی رضوان کا میدان عمل روحانیت تھا اور روحانی فرائض کی انجام دہی میں جان دے دینا دنیوی اغراض و مقاصد کی خاطر جان دینے کی نسبت بہت زیادہ ستائش اور آفرین کے قابل ہے۔ کیونکہ مقصد حیات یہی ہے۔ کہ انسان خدا کی عبادت کرے

انسانی معاشرے میں مختلف شعبوں کی انجام دہی کے لئے خدا تعالیٰ نے انسانوں میں مختلف صفات ودیعت کی ہیں۔ کچھ افراد غور و فکر کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اور کچھ عملی رنگ میں رنگین کچھ سنجیدہ اور باوقار ہوتے ہیں۔ اور کچھ اپنا وقت ہنسی اور مذاق میں گزارنے والے۔ اسی طرح ہم جس قدر بھی جزئیات زندگی پر غور کرتے جائیں گے ہمیں متضاد افراد کا وجود نظر آئے گا۔ ان میں ایک لطیف در لطیف نسبت ہوتی ہے۔ جو کہ ایک دوسرے کو زنجیر کی کڑیوں کی طرح سہارا دیئے ہوئے ہوتی ہے۔ فرق یہ ہوتا ہے کہ کچھ افراد اپنے آپ کو اپنی کوتاہیوں سے منفی رنگ میں رنگین کر لیتے ہیں۔ اور اپنے اندر تاریکی پیدا کر کے دوسروں کے لئے تاریکی اور روشنی میں امتیاز کرنے کا حل پیش کرتے ہیں۔ اور کچھ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ جو دینی کوششوں اور اللہ کے فضل سے خود کو مثبت رنگ کی طرف کھینچ لاتے ہیں۔ اس لئے کہ انہوں [illegible]...... نے زندگی میں عملی اور ٹھوس قسم [illegible] تے ہیں۔ اور کسی نہ کسی مخصوص شعبے کی ارتقائی منازل ان سے وابستہ ہوتی ہیں۔ اس نقطہ نظر کو سامنے رکھ کر میں جب کبھی بھی رضوان سے ملا ہوں۔ میں نے جب بھی اس سے گفتگو کی ہے۔ ہمیشہ میں نے یہی نتیجہ نکالا۔ کہ اس نوجوان کا شمار موخر الذکر زمرے سے ہے۔ رضوان کی سنجیدہ طرز گفتگو اس کا باوقار تبسم، اس کی باوقار چال اور صاف ستھرے کپڑے اور پھر ان تمام پر ایک پر خلوص مذہبی رنگ کا چھایا ہوا ہونا۔ رضوان کے آئندہ ہونے والے کارہائے نمایاں اور اس سے وابستہ دینی خدمتوں کی غمازی کرتا تھا۔

اس کا تعلیم میں شغف اور دینی میلان اس بات کا شاہد تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے زندگی دیتا تو وہ معاشرے میں ایک نفع بخش ہستی کا اضافہ کرتا

اس ڈیڑھ دو سال کے عرصہ میں جب سے کہ وہ اپنے ملک کو چھوڑ کر ہمارے پاس آ گیا تھا، اسے کسی نے کبھی لڑتے ہوئے یا کسی سے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے نہ دیکھا ہو گا۔

ایک دور دراز ملک سے اپنے بچے کو اجنبی (خواہ وہ صرف تمدنی لحاظ سے ہی کیوں نہ ہوں)، لوگوں میں بھیج دینا ایک معیاری پختگی ایمان اور جذبات پر ضبط کی قدرت کا آئینہ دار ہے۔ اور پھر اس پر اس قسم کے حوادث کا ظہور بہت اندوہناک کیفیت پیدا کر دیتا ہے رضوان سے بچے کو کھو دینے پر درد و غم کا ہونا ایک طبعی امر ہے۔ ہمیں رضوان کے والدین سے ہمدردی ہے خدا انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور خدا کی راہ میں مزید قربانیوں کی توفیق دے۔ کوئی عجب نہیں کہ رضوان کی قربانی اس کے گھر بلکہ اس کے خاندان یا اس سے بھی بڑھ کر اس کے ملک کی سرفرازی کا باعث ہو۔

وزیر اعظم کی تقریر (بقیہ صفحہ ۱)

یہ احساس ابھی ایک حد تک ہمارے درد کا مداوا، ہمارے دکھ کی دوا اور ہمارے نقصان کی تلافی ہے نفاق کے موذی مرض کا مکمل علاج کرنے کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ عوام اور عوام کے رہنما دونوں مل کر باہمی اتحاد و تعاون سے کام کریں حکومت کی طرف سے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ہماری انتہائی کوشش یہی ہو گی کہ کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جس سے مناقشت بڑھے یا نفاق کا زہریلا پودا بڑھ پکڑے۔ یا نفاق پھیلانے والوں کو نفاق پھیلانے کا حوصلہ ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کے عوام کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ نفاق اور مناقشت کے زہر سے ہوشیار رہیں۔ آپ اخلاقی دباؤ ڈال کر نفاق کا زہر پھیلانے والوں کا راستہ روک سکتے ہیں

آپ نے صبر و تحمل سے میری گزارشات کو سنا ہے۔ میں آپ کا بے حد ممنون ہوں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب تک آپ مجھ پر اعتماد ہے جب تک آپ مجھے اس ذمہ داری کا اہل سمجھتے ہیں جو آپ نے میرے سپرد کر رکھی ہے۔ میں قائد اعظم کے زریں اصولوں کے ہر ایک لفظ کا کاربند رہوں گا۔ میرے حق میں دعا کیجئے۔ کہ میں نے جو عہد کیا ہے خدا مجھے ہمیشہ اس عہد پر کاربند رکھے آمین۔

"پاکستان زندہ باد"

۱۹۳۴ء کے نومبر کی یاد

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

(۱) "تحریک جدید کو شروع ہوئے پندرہ سال ہو چکے اب یہ سولہواں سال شروع ہو رہا ہے"

(۲) "جس جوش۔ جس جذبہ اور جس ایثار کے ساتھ جماعت کے دوستوں نے پہلے سال کے اعلان کو قبول کیا تھا۔ اور جس بے سروسامانی اور کمزوری کے ساتھ ہم نے کام شروع کیا گیا تھا۔ وہ دونوں باتیں ایمان کی تاریخ میں ایک اہم حیثیت رکھتی ہیں"

(۳) "وہ جوش وہ جذبہ اور وہ ایثار بھی جس کے ساتھ اس کام کو شروع کیا گیا تھا غیر معمولی اور مومنوں کی شان اور روایات کے مطابق تھا"

(۴) "اور وہ بے بسی اور کم مائیگی جس کے ساتھ ہم نے یہ کام شروع کیا تھا۔ وہ بھی مومنوں کی تاریخ میں ایک زندہ مثال تھی۔ یعنی تھی تو وہ بے بسی۔ تھی تو وہ بے کسی۔ اور تھی تو وہ کم مائیگی لیکن اس بات کی شہادت دے رہی تھی۔ کہ مومن ایسے ہی حالات سے گزرا کرتے ہیں۔ وہ اسی بات کی شہادت دے رہی تھی کہ گذشتہ انبیاء کی جماعتوں کو ایسی مشکلات سے ہی دوچار ہونا پڑا ہے"

(۵) "پس وہ بے بسی، بے کسی اور بے مائیگی بھی مومنوں کی جماعت سے ہماری جماعت کو ملاتی تھی۔ اور وہ جوش اور جذبہ اور وہ ایثار جو جماعت نے دکھایا وہ بھی ہمیں مومنوں کی جماعت سے ملاتا تھا"

(۶) "گویا ۱۹۳۴ء کا نومبر ایک نشان تھا سلسلہ احمدیہ کے مخالفوں کے لئے وہ ایک دلیل اور برہان تھا۔ سوچنے اور غور کرنے والوں کے لئے۔ کہ یہ جماعت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور ان ہی قدموں پر چل رہی ہے۔ جن پر انبیاء کی جماعتیں چلتی آئی ہیں"

(۷) آپ ان ہی مومنوں میں سے ہیں۔ جو بفضل خدا ۱۹۳۴ء سے اشاعت اسلام اور اشاعت احمدیت کی قربانی کرتے آ رہے ہیں۔ اور آپ کے بارہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ کہ دور اول کے ایسے انیس سالہ قربانی کرنے والے مجاہدین کے نام اس سال کے آخر میں ایک کتاب میں شائع کر دیئے جائیں گے۔ تا آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے یہ ایک مثال ہو۔ اور وہ ان کے لئے دعائیں کریں۔ پس اپنا جائزہ لیں۔ کہ کیا آپ نے اپنے انیس سال پورے ادا کر لئے۔ ورنہ چونکہ آخری ایام اس سال کے گذر رہے ہیں۔ آپ فوری توجہ فرمائیں۔ (وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

اتحاد کی ضرورت:۔ بقیہ صفحہ (۲)

درد کا مداوا ہمارے دکھ کی دوا اور ہمارے نقصان کی تلافی ہے۔ نفاق کے موذی مرض کا مکمل علاج کرنے کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ عوام اور عوام کے رہنما دونوں مل کر باہمی اتحاد و تعاون سے کام کریں"۔

حقیقت یہ ہے کہ وزیر اعظم کے ارشادات کے مطابق ہمارے ملک کو جس قدر نقصان ہماری باہمی منافقت سے پہنچا ہے۔ اتنا شاید کسی اور داخلی اور خارجی مسئلہ سے بہرحال نہیں پہنچا۔ ملک کے دشمنوں نے اس مرض کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کی۔ کبھی وہ صوبائی جھگڑوں کے پردے میں آئے۔ کبھی انہوں نے زبان کے تنازعہ کا بھیس بدلا۔ اور کبھی انہوں نے فرقہ پرستی کا چولا پہنا۔ اور اب جبکہ بقول وزیر اعظم حکومت کو بھی اور خود افراد کو بھی اس نفاق اور مناقشت اور نا اتفاقی کا احساس ہوتا جا رہا ہے بے شک ان کی سرگرمیاں اس قدر تیز اور کھلم کھلا نہیں رہیں۔ لیکن پھر بھی وہ چور دروازوں کے ذریعہ کسی نہ کسی ڈھنگ سے اپنے اس خطرناک مشغلہ کو جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ ان کے مطالبات نہایت دلکش ہوتے ہیں۔ ان کی آوازیں نہایت حسین ہوتی ہیں۔ اور ان کے انداز بظاہر حب الوطنی سے بھرپور نظر آتے ہیں۔ لیکن ذرا غور کیا جائے۔ تو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ یہی لوگ جو اوپر سے صاف اور اندر سے سیاہ ہیں۔ انہیں کی کوشش ہے کہ وہ قومی اتحاد کے شیرازہ کو منتشر کر کے اپنے آقایان ولی نعمت کی خواہشوں کو پورا کر دیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ ملک کے عوام کو بھی اس کا احساس ہو گیا ہے۔ اور وہ اس سے بچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور خود وزیر اعظم نے بھی یہ یقین دلایا ہے کہ ہماری انتہائی کوشش یہی ہو گی کہ کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جس سے مناقشت بڑھے۔ یا نفاق کا زہریلا پودا جڑ پکڑے۔ یا نفاق پھیلانے والوں کو نفاق پھیلانے کا حوصلہ ہو۔ اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ ہم اپنی صفوں کو اور زیادہ متحد اور مضبوط کریں ہمارے سامنے بہت سے مشکل مسائل ہیں۔ ان سب کو حل کرنے کے لئے ہمیں تنظیم اور اتحاد کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ وزیر اعظم کے الفاظ میں ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم نفاق اور مناقشت کے زہر سے ہوشیار رہیں اور اخلاقی دباؤ ڈال کر نفاق کا زہر پھیلانے والوں کا راستہ روک دیں۔ جب تک یہ چیز ہمیں حاصل نہ ہو گی ہم بے شک ہر سال قائد اعظم کا یوم وصال تو منا سکیں گے۔ لیکن مسلم قوم کی ترقی اور پاکستان کے استحکام کی شکل میں ان کی نیک خوابوں کی صحیح تعبیر کبھی بھی نظر نہیں آئے گی۔ اور ہمیں عملاً یہ احساس نہیں ہو گا کہ ان کے بتائے ہوئے اصول اب بھی زندہ ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا اثر

عورتوں پر

(از محترمہ راحلیہ صاحبہ بابو محمد عمر صاحب)

عرب میں عورتوں کی حالت

اسلام سے پہلے عرب کی جو حالت تھی۔ وہ تاریخ داں حضرات سے مخفی نہیں۔ عورت کو تو مرد کے زبردست ہاتھوں نے۔ نہایت ہی ذلت اور حقارت کے گڑھے میں دھکیل دیا تھا۔ یہ لوگ اپنے حیوانات کی پرورش کرنا اپنے اونٹوں کی خبرگیری کرنا۔ اور ان کی افزائش نسل کی تدابیر سوچنا مفید خلائق سمجھتے تھے۔ لیکن عورت کو سانپ اور بچھو سے بھی زیادہ خطرناک اور اس کی نسل کو تباہ کرنا باعث عزت سمجھتے بیٹیوں کو زندہ گاڑ دینا ہی باعث فخر خیال کیا جاتا تھا۔ ایک ایک مرد ان گنت عورتوں کے ساتھ اپنی خواہشات نفسانی کی تکمیل کے لئے تعلقات پیدا کر لیتا۔ لیکن ان کے اخراجات کے کفیل ہونے کا پابند نہ ہوتا تھا۔ عورتوں کو وراثت میں حصہ ملنا تو کجا وہ خود مال موروثی میں منتقل کی جاتی تھیں۔ باپ کی فوتیدگی پر جس طرح بھیڑ بکریوں کے گلے آپس میں بانٹ لیتے تھے۔ اسی طرح باپ کی عورتیں بھی وراثت میں بیٹوں کو حصہ رسدی پہنچ جاتی تھیں۔ عورت کا مرد کے سامنے اونچی آواز سے بولنا یا کسی معاملہ میں مشورہ پیش کرنا۔ ایک ناقابل معافی گناہ قرار دیا جاتا تھا۔

ساری دنیا میں عورت کی حالت

یہی نہیں کہ یہ حالت عورت کی صرف عرب میں تھی۔ بلکہ دنیا کے ہر طبقہ میں جس طرح ظلمت وتاریکی کی گھٹاٹوپ اندھیری ظہر الفساد فی البر والبحر کا نقشہ پیش کر رہی تھی۔ اسی طرح دنیا کے ہر طبقہ میں عورت کی ذات بدیوں کا منبع برائیوں کا مخزن قرار دی جاتی تھی۔ آریہ اور عیسائی جو آج عورت کی جھوٹی عزت قائم کرنے کے دعویدار ہیں۔ وہ بھی عورت کو ذریت شیطان اور اس کے اثر کو سانپ اور بچھو سے زیادہ ہلاکت انگیز ملنتے رہے ہیں۔ ہندو تمدن کے وہ لاتعداد مظالم جن کا آج کا قانون قلع قمع کر چکا ہے۔ یعنی بیٹیوں کو مار دینا۔ بیواؤں کو زندہ درگور کر کے رکھنا۔ یا ستی ہو جانے کے لئے مجبور کرنا۔ یہ وہ مظالم ہیں جنہیں یہ قومیں اپنی پیشانی سے ہرگز مٹا نہیں سکیں گی۔ چاہے کیسی ہی مفید اصلاحات پر عمل پیرا کیوں نہ ہو جائیں۔ چونکہ وہ ان کے قانون مذہبی ہیں۔ اور یہ مستعار اصلاحات غرض کہ اس وقت عورت دنیا کے ہر گوشے میں مشرق سے مغرب تک نہایت بے کس و بے بس لاچار بے مددگار مظالم انسانی کا شکار ہو رہی تھی کہ مظلوموں کے حامی بیکسوں کے دادرس۔ لاوارثوں کے وارث پروردگار عالم کی رحمت جوش میں آئی اور اس نے عین وقت پر جبکہ زمانہ جہالت وتاریکی کی نذر ہو رہا تھا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور سے منور کر کے اصلاح زمانہ کے لئے مبعوث کیا اس سراسر وجود رحمت و برکت نے جہاں دنیا کو لاتعداد مظالم۔ تاریکی و جہالت کے اتھاہ سمندر سے نکال کر صراط المستقیم پر چلایا۔ وہاں صنف نازک کے بے بس و بیکس طبقہ کی بھی ایسی خبرگیری کی اور عورت ذات کے وہ حقوق قائم کئے جن کے آگے آج تہذیب وتمدن کی داعدا اجارہ دار اقوام بھی سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو رہی ہیں۔

عورتوں میں تغیر

اب دیکھئے حضور کی اس تعلیم نے عورت پر کیا اثر کیا۔ وہ عورت جو دنیا کی ذلیل ترین چیزوں میں شمار ہوتی تھی۔ وہ عورت جو غلاموں سے بدترین حالت میں زندگی بسر کرتی تھی۔ اس کی حالت نے یکدم پلٹا کھایا۔ کمزوری و بزدلی کی جگہ شجاعت و بہادری۔ جہالت وتاریکی کی جگہ علم وفضل۔ غلامی و ذلت کی جگہ حریت و مساوات کے مجسمے پیدا ہونے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عین حیات میں تو عورتوں نے محسن حقیقی کے احسانوں میں دب کر تشکر و امتنان سے لبریز ہو کر عشق و محبت کے وہ وہ نمونے دکھائے جو تاابد مشکل ہی دکھائی دینگے گویا کہ عورتیں پروانہ وار حضور پر خود قربان ہونا ہی باعث فخر نہ سمجھتی تھیں۔ بلکہ حضور کی محبت کی مثال دنیاوی عزیز سے عزیز ترین رشتوں میں بھی ملنی مشکل تھی۔ چنانچہ حضور کی زندگی سے لے کر وفات سے بہت دیر بعد تک عورتوں کے کارناموں میں سے ایک ایک مثال مشتے نمونہ از خروارے پیش کرتی ہوں۔

رسول کریم کے عہد کی مثال

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ فوج ایک غزوہ سے واپس آ رہے ہیں۔ کہ مدینہ کی عورتیں اشتیاق دید میں شہر کے باہر استقبال کے لئے کھڑی ہیں۔ جب فوج کے آدمی نظر آئے تو ایک عورت نے آگے بڑھ کر دریافت کیا۔ رسول کریم صلی اللہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے۔ اسے جواب ملا۔ تمہارا باپ شہید ہو گیا ہے۔ اس نے دوبارہ پوچھا۔ تو جواب ملا۔ تمہارا بھائی شہید ہو گیا۔ سہ بارہ پوچھا مگر پھر بھی اسے کہا گیا۔ تمہارا خاوند بھی شہید ہو گیا۔ آخر وہ جھنجلا کر پوچھتی ہے۔ تم مجھے رسول اللہؐ کی خبر تو بتاؤ صحابہؓ نے بتایا۔ کہ رسول اللہؐ بعافیت ہیں۔ یہ سنتے ہی سجدہ شکر بجا لاتی ہے۔ اور کہتی ہے۔ رسول اللہ زندہ ہیں تو پھر کسی کی پرواہ نہیں سبحان اللہ فدائیت کی ایسی عظیم الشان مثال رقیق القلب صنف نازک میں کہاں مل سکتی ہے

حضرت عمرؓ کے عہد کی مثال

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت ہے قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں فتح ہو چکی ہیں خسرو پرویز جیسا جلیل القدر بادشاہ اپنی زبان سے حضرت عمرؓ کے روبرو اقرار کرتا ہے۔ کہ اے عمر پہلے خدا ہمارے ساتھ ہوتا تھا۔ لیکن اب خدا تمہارے ساتھ ہے۔ بڑے بڑے فصیح حضرت عمرؓ کے خطبات کی فصاحت و بلاغت کا لوہا مانتے ہیں لیکن آپؓ ایک دفعہ خطبہ میں مہر کے بارے میں حد بندی فرمانے کا خیال ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ایک عورت بول اٹھتی ہے۔ اے عمرؓ جس بات کو رسولؐ خدا نے محدود نہیں کیا۔ آپؓ کا کیا حق ہے۔ کہ اسے محدود کریں۔ حضرت عمرؓ فوراً اپنے الفاظ واپس لے لیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ اے عورت تو حق پر ہے اور عمرؓ غلطی پر۔

حضرت عمر قبل از اسلام اونٹ چرایا کرتے تھے۔ اور ایک معمولی حیثیت کے آدمی گنے جاتے تھے۔ حضرت عمر کا اپنا قول ہے ہم اس زمانہ میں عورتوں کو حیوانوں سے بھی بدتر خیال کرتے تھے۔ لیکن آج اس شان و رفعت کے باوجود ایک کمزور عورت کے سامنے یوں قائل ہو جاتے ہیں۔ یہ تغیر عظیم حضرت عمرؓ کی حالت میں۔ اور وہ بے مثال جرأت اس عورت کے قلب میں کس نے پیدا کی۔ رسول عربی صلی اللہ وآلہ وسلم نے۔

فتح دمشق کا موقعہ

مسلمان فوج بچوں اور زخمیوں کو عورتوں کے سپرد کر کے آگے بڑھ گئی ہے کہ قلعہ کے باشندوں نے۔ جو کہ محصور ہو رہے تھے موقعہ پاکر قلعہ کا دروازہ کھول کر عورتوں کو حراست میں لے لیا۔ ایک مسلمان عورت اپنی بہنوں کو مخاطب کر کے کہتی ہے۔ اے بہنوں کیا تمہاری غیرت وحمیت گوارا کرتی ہے۔ کہ تم کافروں کے قبضہ میں آ جاؤ۔ کیا تم آج اسلام کی تعلیم کو بدنام کرنا چاہتی ہو۔ اس ذلت سے تو مرنا ہی بہتر ہے ان فقروں سے ایسا جوش پھیلتا ہے۔ کہ سب عورتیں خیمہ کی چوبیں لے کر کفار کے مقابلہ میں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ اور کافر حیران رہ جاتے ہیں۔ کہ اتنے میں مسلمانوں کی فوج عورتوں کی امداد کو آ پہنچتی ہے۔ اس واقعہ کو نقل کرتے ہوئے ایڈورڈ گبن مسلمان عورتوں کی شجاعت وحمیت عفت و عصمت دلیری و بہادری کی بے انتہاء تعریف کرتا ہوا لکھتا ہے۔ یہ عورتیں نیزہ بازی تیر اندازی شمشیر زنی میں پوری ماہر ہوتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ نازک سے نازک موقعہ پر بھی اپنے دامن عصمت کو محفوظ رکھتی تھیں۔ لیکن یہ تمام اوصاف عورت میں کس نے پیدا کئے۔ اسی عظیم الشان مصلح کی تعلیم کا اثر تھا۔ جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں عورت کو انتہائی زوال سے انتہائی عروج تک پہنچا دیا۔

خلافت بنی امیہ کا واقعہ

ایک شخص عبدالرحمٰن فروخ نامی فوج میں ملازم ہے۔ فتح خراسان کی مہم پر جاتے وقت بیوی کو جو کہ تین ماہ کی حاملہ ہے۔ تیس ہزار اشرفی دے جاتا ہے۔ اور آپ ۲۷ برس کے بعد گھر واپس آتا ہے۔ اثنائے گفتگو میں بیوی سے پوچھتا ہے کہ میں جو مال تجھے دے گیا تھا تم نے وہ کیا کیا۔ عورت کہتی ہے کہ وہ مال میں نے فضول نہیں گنوایا۔ تھوڑی دیر بعد وہ شخص مسجد نبوی میں نماز پڑھنے جاتا ہے۔ جاکر دیکھتا ہے کہ ایک جوان اونچی ٹوپی پہنے سر جھکائے درس و تدریس میں مشغول ہے۔ اور چاروں طرف سے تلامذہ کا ایک گروہ اسے گھیرے ہوئے ہے۔ جن میں کہ خواجہ حسن بصری اور امام مالک جیسے اعیان شامل ہیں۔ لوگوں سے پوچھتا ہے یہ کون شخص ہے جو درس دے رہا ہے۔ لوگ کہتے ہیں یہ ربیعہ بن عبدالرحمٰن فروخ ہیں۔ اپنے بیٹے کی یہ شان دیکھ کر دل میں جو مسرت پیدا ہوئی۔ اسے الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ گھر جاکر بیوی سے دریافت کیا۔ تو اس نے کہا۔ میں نے وہ مال ربیعہ کی تعلیم پر صرف کر دیا۔ آپ کو تیس ہزار اشرفی پسند ہے یا بیٹے کی یہ شان۔ شوہر نے جواب دیا۔ خدا کی قسم تم نے وہ مال ضائع نہیں کیا۔

یہ اس وقت کی عورتوں کے عقلمند اور علم دوست ہونے کی ایک مثال ہے۔ ایک بچہ باپ کی تربیت سے محروم ہو کر صرف ماں کی زیر نگرانی پلتا ہے۔ ماں کے پاس کافی مال ہے۔ لیکن وہ بچہ کی بے جا ناز برداری اور بیہودہ لاڈ پیار میں روپیہ۔ اور بچہ کو تباہ نہیں کرتی بلکہ وہ روپیہ بیٹے کی تعلیم و تربیت پر صرف کر کے اسے ایسی اعلیٰ تعلیم دلاتی ہے۔ کہ اس کے شاگرد دنیا کے نامور [illegible]

جماعتوں کے بجٹ کی تشخیص کے متعلق ہدایات

نظارت بیت المال نے تشخیص بجٹ کے طریق کار کے متعلق یکم مئی ۱۹۵۳ء سے اب یہ تبدیلی کی ہے۔ کہ آئندہ بجٹ کی تشخیص کا کام عہدہ داران جماعت ہی کیا کریں۔ کیونکہ تشخیص بجٹ کا کام صحیح رنگ میں وہی کر سکتے ہیں۔ انسپکٹران بیت المال ان بجٹوں کی پڑتال کریں گے۔ جن دوستوں نے ابھی تک بجٹ سال ۵۴-۱۹۵۳ء تشخیص کر کے نہیں بھجوایا وہ جسقدر جلد ہو سکے اپنا بجٹ تشخیص کر کے بھجوائیں۔ (ناظر بیت المال ربوہ)

احمدی نوجوانوں سے خطاب

از مکرم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

سال ۱۹۵۰ء کے سالانہ اجتماع میں مجلس خدام الاحمدیہ کی صدارت کو اپنی ذات بابرکات سے نوازتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے نوجوانانِ احمدیت سے حسب ذیل درد بھرے الفاظ میں خطاب فرمایا تھا۔

"میں نے صدر مجلس خدام الاحمدیہ کا بار اسی لئے اٹھایا ہے تا جماعت کے نوجوانوں کو دین کی طرف توجہ دلاؤں۔ سو میں سب سے پہلے ان کے سپرد چندہ تحریک جدید کا کام کرتا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ اپنے ایمان کا ثبوت دینگے۔ اور آگے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے۔ اور کوئی نوجوان ایسا نہیں رہے گا۔ جو دفتر دوم میں شامل نہ ہو اور کوشش کریں کہ ساری کی ساری رقم وصول ہو جائے۔"

حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں ضروری ہے کہ

(۱) ہر خادم چندہ تحریک جدید میں حصہ لے۔ (جو کم از کم پانچ روپے سالانہ ہے)

(۲) ہر مجلس اپنے شہر کے جملہ احباب جماعت سے وعدوں کی وصولی کا پورا پورا اہتمام کرے۔ پس آپ اپنی مساعی کا جائزہ لیں۔ مبادا آپ کی مجلس اس دوڑ میں پیچھے ہو۔ آپ کا سالانہ اجتماع قریب آرہا ہے۔ تحریک جدید کے بارہ میں اپنی مساعی کی ماہوار رپورٹ باقاعدہ طور پر مرکز میں بھجواتے رہیئے اور مکمل رپورٹ اپنے ہمراہ لائیے جو کم از کم حسب ذیل تفصیل پر مشتمل ہو۔

(۱) جماعت میں کمانے والوں کی تعداد
(۲) وعدہ کرنے والوں کی تعداد
(۳) سو فیصدی وعدہ پورا کرنے والوں کی تعداد
(۴) باقی احباب سے وصولی کے متعلق مساعی
(۵) نئے احباب کی تعداد جن سے وعدے حاصل کئے گئے مع رقم وصولی
(۶) کل تعداد خدام مجلس مقامی

آپ نے ماہنامہ خالد ماہ اگست ۱۹۵۳ء کے ٹائٹل کے اندرونی صفحہ پر دیکھا ہوگا کہ کوہاٹ اور راولپنڈی کی مجالس تحریک جدید کے مالی جہاد میں سبقت لے گئی ہیں۔ اور اس طرح انہوں نے اپنے مقدس امام کی خوشنودی حاصل کی ہے۔ کیا آپ یہ مقام حاصل کرنے کی خواہش نہیں رکھتے؟

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

(خاکسار مرزا منور احمد (نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور پاکیزہ کرتی ہے

علمی اور ورزشی مقابلے ــــــ سالانہ اجتماع

آئندہ سالانہ اجتماع کے موقعہ پر جو انشاء اللہ تعالےٰ ۲۳-۲۴-۲۵ اکتوبر ۵۳ء کو ربوہ منعقد ہو رہا ہے۔ حسب ذیل علمی اور ورزشی مقابلے ہوں گے۔ ان مقابلوں میں شامل ہونے والے خدام کے نام ۱۰ اکتوبر ۵۳ء تک مرکز میں بھجوا دینے چاہئیں۔

علمی مقابلے دو طرح کے ہوں گے۔ تقریری اور تحریری۔ دو قسم کے مقابلوں میں شامل ہونے والوں کے مضامین عنوانات ذیل میں دیئے جاتے ہیں۔ شامل ہونے والے خدام ان میں سے کسی عنوان پر جسے وہ پسند کریں۔ تقریر کر سکتے یا مضمون لکھ سکتے ہیں۔ اور ان کی ابھی سے تیاری کر سکتے ہیں۔ مقابلہ کے وقت نوٹس پاس رکھنے کی اجازت ہوگی۔ اسی طرح موقعہ پر اگر کسی کتاب سے حوالہ کی ضرورت ہو۔ تو اسے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مگر پہلے سے لکھا ہوا مکمل مضمون استعمال نہیں ہوگا۔

تحریری مقابلہ

(۱) اسلام اور اشتراکیت (۲) اہل اسلام کس طرح ترقی کر سکتے ہیں؟ (۳) مقام حدیث (۴) جمہوریت کا ارتقاء اسلام میں؟ (۵) نظام خلافت (۶) قومی ترقی کے دواعی (۷) اسلام کے معاشی اصول اور ان کی برتری۔ (۸) ابتلاؤں کے وقت انبیاء علیہم السلام کی جماعتوں کا طرز عمل۔ (۹) اسلامی تمدن۔ (۱۰) قبولیت دعا کے طریق۔

تقریری مقابلہ

(۱) خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض و غایت (۲) مذہب کی افادی حیثیت۔ (۳) اسوہ حسنہ۔ (۴) تربیت اولاد (۵) مسئلہ کشمیر (۶) اسلام اور سود (۷) عالم اسلام اور بین الاقوامی مسائل (۸) صحبت صالح ترا صالح کند (۹) اتحاد بین الفرق الاسلامیہ (۱۰) شعائر اسلامی۔

ورزشی مقابلے

ورزشی مقابلے دو قسم کے ہوں گے۔ اجتماعی اور انفرادی۔

اجتماعی مقابلے:۔ کبڈی۔ فٹ بال۔ والی بال۔ رسہ کشی۔ کشتی چلانا۔ باسکٹ۔

انفرادی مقابلے:۔ کشتی۔ کلائی پکڑنا۔ گولہ پھینکنا۔ مشاہدہ و معائنہ۔ پیغام رسانی۔ دوڑیں چھلانگ۔ ہائی جمپ۔ رکاوٹ کی دوڑ۔

متفرق مقابلے

اس کے علاوہ بعض دوسرے مقابلے بھی ہوں گے جس میں تمام خدام شریک ہوں گے۔ ان کا اعلان وقت پر کیا جائیگا۔

نوٹ:۔ کشتی چلانا۔ باسکٹ بال۔ اور رسہ کشی کے مقابلے۔ سامان کی فراہمی کے ساتھ مشروط ہوں گے۔ ان مقابلوں میں شامل ہونے والے خدام ابھی سے تیاری کریں اور ان کے ناموں سے قائدین مجالس ۱۰ اکتوبر ۵۳ء تک دفتر مرکز میں اطلاع دے دیں۔ تا پروگرام بنانے میں سہولت ہو۔

ان مقابلوں کے علاوہ روزانہ صبح کے وقت اجتماعی ورزش ہوا کرے گی۔ اس کے لئے نکر بنیان اور کینوس کے شو ضروری ہیں۔ اجتماع میں شامل ہونے والے خدام یہ چیزیں اپنے ساتھ لائیں۔ (نائب معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

جامعہ نصرت میں داخلہ

موسم گرما کی تعطیلات کے بعد جامعہ نصرت ۸ ستمبر کو کھل گیا ہے۔ اسی دن سے فرسٹ ایر اور تھرڈ ایر کا داخلہ بھی شروع ہے۔ جو دس دن تک جاری رہے گا۔

احباب جماعت کو چاہیئے۔ کہ اپنی بچیوں کو مرکز میں تعلیم دلوائیں تاکہ مروجہ تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کر سکیں۔ کالج کے ساتھ ہوسٹل کا بھی انتظام ہے۔ کالج کے پراسپکٹس اور فارم داخلہ پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ کو لکھ کر منگوائے جا سکتے ہیں۔

(ڈائرکٹرس جامعہ نصرت ربوہ)

لالچ اور خوف کے الفاظ اُن کی لغت میں نہ تھے

قائد اعظم کو آنریبل مسٹر شعیب قریشی کا خراج عقیدت

کراچی ۱۱ ستمبر: آنریبل مسٹر شعیب قریشی وزیر اطلاعات و نشریات و مہاجرین نے قائد اعظم کی پانچویں برسی کے موقع پر آج ۸ ½ بجے رات ریڈیو پاکستان کراچی سے حسب ذیل تقریر نشر کی:-

۱۸۵۷ء اور ۱۹۴۷ء اس برصغیر میں بسنے والے مسلمانوں کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رہیں گے۔ پانچ سو برس سے زیادہ روشن رہنے کے بعد اسلامی حکومت کا چراغ دہلی میں ۱۸۵۷ء میں گل ہو گیا۔ در حقیقت یہ زمانہ وہ تھا کہ ہم میں حکومت کی ذمہ داری سنبھالنے کی صلاحیت باقی نہیں رہی تھی۔ ہمارا کردار اور ہمارے اعمال حد درجہ پست ہو چکے تھے۔ ملت کا کوئی طبقہ ایسا نہ تھا جو اس سے بچا ہو۔ امراء اور عمال حکومت اپنے فرائض سے غافل ذاتی فائدے کے حصول میں شب و روز مشغول تھے۔

وہ خدا اور رسول کے احکام سے بے پروا تھے اور حکومت سے وفاداری کو ایک کھوکھلی اور بے معنی شئے سے زیادہ نہیں سمجھتے تھے۔

حد یہ ہے کہ خاندان شاہی کے متاز افراد اور خود بادشاہ بھی ایسے سازش کر کے حکومت کی بیخ کنی میں شب و روز مشغول تھے۔ علماء و تباہی سے پہلے سلطنت خوارزم و بغداد کی حالت کا نقشہ پیش کر رہے تھے۔ ان کو مناظروں اور تکفیر سے ہی فرصت نہ تھی۔ عوام ان حالات سے متاثر ہوئے بغیر کیونکر رہ سکتے تھے یوں کہئے کہ پورا آوے کا آوا بگڑا ہوا تھا۔

پورے ۹۰ برس تک ہم نے اس کا خمیازہ بھگتا اور صحیح طور پر بھگتا۔ کوئی ذلت ایسی نہ تھی جو ہم نے نہ اٹھائی ہو۔

بارگاہ الٰہی سے یہ ہمارے اعمال کی سزا تھی جس کے ہم ہر طرح مستحق تھے۔ جب مصائب انتہا کو پہنچی اور مایوسی نے ہم میں سے اکثر کو آ گھیرا تب معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے طے فرمایا کہ گو ان کے کردار اب بھی ایسے نہیں جیسے ہونے چاہئیں مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اور حضور کے نام لیوا ہیں۔ اب ان کے ساتھ انصاف سے کام لینے کا وقت نہیں۔ اب ان سے رحم سے پیش آنا چاہیئے۔ رحمت الٰہی جوش میں آئی۔ اور پورے ۹۰ برس کے بعد اسلامی حکومت کا چراغ پھر روشن کرایا اور اس سرزمین پر روشن کرایا جہاں مسلمانوں نے اس برصغیر میں پہلی دفعہ قدم رکھا تھا۔ اس چراغ کے دوبارہ روشن کرنے کی سعادت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس قائد کو منتخب کیا جس کی جدائی کا ماتم اس کی عقیدت مند قوم اور احسان مند ملت آج اس کی پانچویں برسی کے موقع پر پاکستان کے ہر گوشے میں کر رہی ہے۔ کوئی مسلمان اس سے بڑی سعادت کی دعا نہیں مانگ سکتا تھا۔ اس سے زیادہ عزت کی آرزو کر سکتا تھا۔ بارگاہ رب العزت سے اس سعادت کے عطا ہونے کے معنی یہ ہیں۔ کہ اللہ بزرگ و برتر کے دربار میں ہمارے رہبر کی پرخلوص خدمات قبول ہوئیں۔ شکر گزار ملت نے اپنے محسن لیڈر کو قائد اعظم کا خطاب دیا تھا۔ اس سعادت کے ذریعہ اس پر توفیق الٰہی کی مہر ثبت ہو گئی۔ آج سے پانچویں برس آج ہی کے دن جو انمول آنسو کروڑوں پاکستانی مردوں، عورتوں، بچوں کی آنکھوں نے اپنے پیارے مشفق اور محترم سالار کی وفات پر بطور نذرانہ عقیدت پیش کئے تھے۔ وہ اس کی مزید تصدیق تھے۔

قائد اعظم نے جو جگہ ملت کے دل میں پیدا کر لی تھی اور جو اعتماد ملت کو ان کی ذات پر تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے جو میرے ذاتی مشاہدے میں آیا۔ ایک غریب ان پڑھ کشمیری بچہ اپنے ماں باپ کھو کر اور سب کچھ لٹا کر صرف اپنی جان عزیز کے ساتھ بمشکل کراچی پہنچا اور ایک مہاجر مسلمان کے گھرانے میں رہتا تھا۔ صبح کو جب دفعتاً قائد اعظم کے انتقال کی المناک خبر شہر میں بجلی کی طرح گشت کر گئی۔ تو وہ یتیم بیسر پھوٹ پھوٹ کر روتا اور کہتا تھا کہ اب ہم کشمیریوں کو اور ہمارے کشمیر کو کون بچائے گا۔ کائنات میں کوئی چیز بلا اسباب دفعتاً رونما نہیں ہوا کرتی۔ اور نہ شخصیتیں ایک طلوع اور ایک غروب میں عظیم الشان بن جاتی ہیں۔ اعلیٰ کردار اعلیٰ ماحول اور اعلیٰ تربیت کا ہی نتیجہ ہوتے ہیں۔ قائد اعظم کی قابلیت اور خوبیاں بھی ۱۹۳۸ء یا ۱۹۳۹ء کی پیداوار نہ تھیں۔ ان کی دیانت کے ان کے مخالف بھی قائل تھے۔

ان کا بدترین دشمن بھی تسلیم کرتا تھا اور آج بھی تسلیم کرتا ہے۔ کہ محمد علی جناح وہ جنس نہیں۔ جس کو خریدا جا سکتا ہو۔

لالچ اور خوف کے الفاظ قائد اعظم کی لغت میں نہ تھے۔ کون نہیں جانتا۔ کہ قائد اعظم کو وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کی ممبری اور نائٹ ہڈ KNIGHT HOOD ایک دفعہ نہیں بلکہ بار بار پیش کی گئیں۔ اور ہر دفعہ قائد اعظم نے اس پیش کش کو ٹھکرا دیا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ وائسرائے کی کونسل کے بعض انگریز ممبروں کو سوجھی کہ نائٹ ہڈ KNIGHT HOOD کا ہدیہ اگر قائد اعظم یا ان کی اہلیہ محترمہ کے ذریعہ پیش کیا جائے تو شاید وہ اس سبز باغ سے متاثر ہو کر اپنے شوہر کی رائے بدل سکیں۔ چند دن بھی نہ گذرنے پائے تھے۔ کہ ان کا یہ خیال خام دور ہو گیا۔

قائد اعظم کی نوبت بھی نہ آئی۔ ان کی اہلیہ محترمہ نے ہی اس تجویز کو نہایت حقارت سے رد کر دیا۔ ایک اور واقعہ بھی ہے۔ جو صرف چند اشخاص کے علم میں ہے۔ لیکن وہ قائد اعظم کے کردار کے ایک اعلیٰ پہلو پر روشنی ڈالتا ہے۔ اور ان کے بعد اصول کو اس طرح سامنے لاتا ہے۔ کہ منکر سے منکر بھی قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ پنجاب کی ایک ریاست کے ایک حکمران نے اپنے معاملہ کے کاغذات ایک لاکھ روپے فیس کے ساتھ قائد اعظم کے مطالعہ کے لئے اس استدعا کے ساتھ پیش کیے کہ قائد اعظم ان کے مقدمہ کی پیروی کرنے کی ذمہ داری قبول فرمائیں۔ کوئی دوسرا ہوتا تو ایک لاکھ روپیہ ہاتھ سے نہ جانے دیتا۔ لیکن قائد اعظم کے اصول کے خلاف تھا۔ کہ ایک سیاسی معاملہ کو قانونی مقدمہ کے بھیس میں ایک لاکھ روپے فیس کے حصول کی غرض سے اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ انہوں نے کاغذات کا مطالعہ کر کے ان کو فیس کے ساتھ واپس کر دیا۔

دوسرا واقعہ میرے ذاتی تجربہ سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ زمانہ وہ ہے۔ جب قائد اعظم نے قانونی پیشہ ترک کر دیا تھا۔ تقریباً ۸ لاکھ روپیہ کی مالیت کے ایک پبلک تعلیمی وقف کا مقدمہ میں بحیثیت وزیر اوقاف عدالت میں دائر کرنا چاہتا تھا۔ اور یہ استدعا لے کر قائد اعظم کے پاس دہلی گیا کہ وہ اس کی پیروی قبول فرمائیں۔ کیفیت یہ ہوئی کہ ابھی میں صرف مدعا زبان پر بھی نہ لایا تھا۔ کہ میری موجودگی میں قائد اعظم نے ایک تار بھیج دیا جس میں انہوں نے اپنے ایک پرانے سندھی موکل کے ایک بڑے مقدمے کو وکالت ترک کرنے کے عذر پر لینے سے انکار کر دیا تھا۔ موکل نے بہت بڑی فیس پیش کی تھی۔ جس کی تہائی فیس بھی میں پیش نہ کر سکتا تھا۔ باوجود اس تار کے میں نے میں نے اپنی استدعا پیش کی۔ اور جب قائد اعظم نے اپنے سندھی موکل کے معاملہ کا حوالہ دے کر مقدمہ لینے سے معذوری ظاہر کی۔ تو میں نے کہا کہ سندھی موکل کا مقدمہ پرائیویٹ حیثیت رکھتا ہے۔ اور یہ ایک پبلک تعلیمی وقف کا معاملہ ہے۔ جس کی کامیابی سے بکثرت مسلمان تعلیم کی نعمت حاصل کر سکیں گے۔ اس دلیل پر قائد اعظم نے باوجود اپنی مصروفیت کے میری استدعا قبول کر لی۔

قائد اعظم انڈین نیشنل کانگرس کے بڑی مدت تک ممتاز لیڈر رہے۔ اور نہایت خلوص اور سرگرمی سے متحدہ ہندوستان کی آزادی کے لئے کوشش کرتے رہے۔ لیکن جس آزاد ہندوستان کی آزادی کے لئے وہ جد وجہد کر رہے تھے۔ وہ ایسا ہندوستان تھا۔ کہ جس میں مسلمان مساوی حقوق کے ساتھ اپنی روا تہذیب اور تمدن کو برقرار رکھتے ہوئے باعزت زندگی بسر کر سکتے۔ جب کانگرس نئے نئے لیڈروں کے نا اہل عنصر کے زیر اثر قومی ادارے کی بجائے ہندو تہذیب کے نشاۃ ثانیہ کے آلہ کار میں تبدیل ہو گئی۔ تو انہوں نے کانگرس سے کنارہ کشی کر لی۔

پاکستان کے استحکام اور مسلمانوں کی ترقی کے لئے جن اصولی چیزوں پر قائد اعظم نے اپنی زندگی بھر زور دیا۔ وہ اتحاد تنظیم یقین محکم اور عمل ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان مضبوط ہو۔ اور ترقی کرے۔ تو ہمیں اپنے عمل سے یہ ثابت کرنا چاہیئے۔ کہ قائد اعظم کے اس زریں اصول پر ہم آج بھی ثابت قدم ہیں۔ ہم کو چاہیئے کہ صوبائی تعصب کی لعنت سے فوراً نجات حاصل کریں۔ اپنے اسلامی عقیدہ کو مضبوط کریں۔ سادگی و رواداری سے کام لیتے ہوئے ملت کی تنظیم کے کام کو ضبط اور پورے انہماک سے ہاتھ میں لیں تاکہ کاروان ملت شاہراہ ترقی کی منازل عزم و استقلال کے ساتھ طے کر سکے۔

"پاکستان زندہ باد"

دینی سوالات اور اُن کے جوابات (انگریزی)

پر

معزز رسالہ الفرقان کا تبصرہ

"یہ پچاس صفحات کا نہایت دلچسپ رسالہ ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی ہستی سے لے کر تحریک احمدیت تک کے بارے میں مختلف سوالات کے دلچسپ جوابات دیئے گئے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں پیدا ہونے والے اسلام سوال نکالے۔ دلکش پیرایہ میں جواب دیا گیا ہے کہ رسالہ ختم کئے بغیر چھوڑا نہیں جا سکتا۔"

کارڈ آنے پر مفت

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

قائد اعظم کے زریں اصولوں کو سامنے رکھ کر اپنے اعمال کا جائزہ لیجئے

ہمیں آج سب سے زیادہ اتحاد کی ضرورت ہے

قائد اعظم کی پانچویں برسی کے موقعہ پر وزیر اعظم محمد علی کا قوم سے خطاب

کراچی ۱۲ ستمبر۔ آنریبل مسٹر محمد علی وزیر اعظم پاکستان نے قائد اعظم کی پانچویں برسی کے موقع پر کل یہاں جہانگیر پارک میں ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہمیں قائد اعظم کی تعلیمات پر عمل کرنے کے عہد کو تازہ کرنا چاہیئے۔ آنریبل مسٹر محمد علی نے قائد اعظم کی ایک تقریر کا اقتباس پیش کرتے ہوئے کہا۔ "یاد رکھو کہ آج بھی پاکستان ایک آگ میں سے گزر رہا ہے۔ آج بھی ہم کو سورج کی سنہری کرنوں کا انتظار ہے۔ آج بھی اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ ہم اپنی مصیبتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ آج بھی ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ ہم ملک کے مشترکہ مفاد اور قوم کے باہمی فائدے کے لئے کسی تکلیف کو تکلیف کسی رنج کو رنج اور کسی قربانی کو قربانی نہ سمجھیں۔ قائد اعظم کے بتائے ہوئے تین زریں اصولوں یعنی اتحاد۔ تنظیم اور یقین محکم کا ذکر کرتے ہوئے آنریبل وزیر اعظم نے کہا۔ کہ "میرے خیال میں ان تینوں اصولوں میں سے اتحاد کا اصول زیادہ اہم ہے۔ آنریبل وزیر اعظم پاکستان کی پوری تقریر درج ذیل ہے:۔

میرے ہم وطن بھائیو! پانچ سال ہوئے۔ کہ آج کے دن رضائے الٰہی پر لبیک کہتے ہوئے قائد اعظم محمد علی جناح اپنے وطن اور اپنے ہم وطنوں کو داغ مفارقت دے کر محبوب حقیقی سے واصل ہو گئے۔ قائد اعظم کے یوم وصال پر ہر سال ہم بارگاہ ایزدی میں دعا کرتے ہیں۔ کہ قائد اعظم کی روح پر اللہ تعالےٰ اپنی خاص رحمتیں نازل فرمائے اس کے ساتھ ہی آج کے دن ہم قائد اعظم کے اقوال زریں اور افعال حسنہ کو خاص طور پر یاد کرتے ہیں۔ اور عہد کرتے ہیں کہ جس قوم کو قائد اعظم اپنی بابرکت اور پر عظمت شخصیت کی بدولت معرض وجود میں لائے ہم اس قوم کے لئے اپنی زندگی کا ہر لمحہ وقف کر دیں گے۔ ہمارے آج کے اجتماع کی غرض وغایت یہی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے حضور دعا مانگیں۔ کہ وہ قائد اعظم پر زیادہ سے زیادہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ اور ہم کو توفیق دے۔ کہ ہم قائد اعظم کے افعال واقوال کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔ اور زندگی کا ہر لمحہ قوم کی خدمت کے لئے وقف کر دیں۔

آج یہ پہلا موقع ہے۔ کہ میں بحیثیت آپ کے وزیر اعظم کے قائد اعظم کے یوم وصال کے جلسے میں شامل ہوا ہوں۔ اور آج بحیثیت وزیر اعظم کے مجھے پہلا موقع ملا ہے۔ کہ میں آپ کے ساتھ شریک ہو کر نذرانہ عقیدت پیش کروں۔ اور ان جذبات کا اظہار کروں۔ جن سے آج کے دن ہمارا قلب لبریز ہوتا ہے۔ اپنے وطن اور اپنی قوم کے معمار قائد اعظم محمد علی جناح کے پر عظمت کردار اور بلند تخیل کو دیکھتا ہوں۔ تو اپنی کمتری اور بے بضاعتی کا احساس بہت شدت سے ہوتا ہے۔ کیونکہ آج میرے ہاتھوں میں اس کشتی کے پتوار ہیں۔ جو چھ سال ہوئے قائد اعظم محمد علی جناح نے واقعات کے طوفانی سمندر سے پار اترنے کے لئے بنائی تھی۔ اور جب میں یہ دیکھتا ہوں۔ کہ سمندر میں آج بھی طوفان ہے۔ اور آج بھی قوم کی کشتی کو طوفانی لہروں سے بچا کر چلانے کی ضرورت ہے۔ تو قائد اعظم کے مقابلے میں مجھے اپنی کمزوری اور کمتری کا احساس شدید سے شدید تر ہو جاتا ہے۔ مشکلوں کے سمندر کے اتار چڑھاؤ کو دیکھتا ہوں۔ تو وہ وقت یاد آتا ہے۔ جب موت کے ہاتھوں نے قائد اعظم کو ہم سے اس حال میں چھین لیا۔ جبکہ ملک کا کام اور انصرام ابھی ادھورا تھا۔ یعنی پاکستان کے قیام کے بعد پاکستان کے استحکام کے لئے ابھی بہت کام باقی رہ گیا تھا۔ لازماً قائد اعظم کے بعد جو حضرات وقتاً فوقتاً قوم کی خدمت کے لئے مامور ہوئے وہ نہ صرف اس مقدس امانت کے امین تھے۔ جو قائد اعظم نے ان کے سپرد کی تھی۔ بلکہ ان پر قائد اعظم کے بنائے ہوئے اصولوں کی پابندی بھی شدت سے عائد ہوتی تھی۔ جس کسی نے ان اصولوں سے انحراف کیا ہے۔ وہ قائد اعظم کی توقعات پر پورا نہیں اترا اور جس کسی نے قائد اعظم کے بنائے ہوئے اصولوں کی پابندی کی ہے۔ اس نے ملک اور قوم کی ترقی کا وہ راستہ اختیار کیا۔ جو خود قائد اعظم کا راستہ تھا۔ میرے نزدیک قائد اعظم کی خدمت میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے۔ کہ ہم نہایت دیانتداری۔ صداقت اور خلوص سے اپنے دلوں کو ٹٹولیں۔ اور اپنے اعمال کا محاسبہ کریں۔

آج اس عظیم المرتبت رہنما کے حضور جن کا ثانی ملک اور قوم نے پیدا نہیں کیا۔ میں دل وجان سے نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اور قائد اعظم کی روح کو گواہ رکھ کر آپ کے سامنے عہد کرتا ہوں۔ کہ میں قائد اعظم کے بنائے ہوئے اصولوں کے مطابق ہمیشہ ہمیشہ اپنے آپ کو قوم کا خادم تصور کرونگا۔ اور میری حکومت کی تمام پالیسی اور تمام کار گزاری قائد اعظم کے بنائے ہوئے اصولوں کے مطابق ہوگی۔ آج جو پیچیدہ مسائل ہم کو درپیش ہیں۔ ان کا اشد تقاضا یہ ہے کہ عوام اور حکومت میں مکمل مفاہمت اور تعاون ہو۔ میں اپنی طرف سے اور اپنے رفقائے کار کی طرف سے آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ہم عوام کے ساتھ اپنا رشتہ انہی اصولوں کے تحت قائم رکھیں گے۔ جن پر کاربند رہنے کی ہم کو قائد اعظم نے ہدایت فرمائی ہے۔

حکومت کے کارکنوں کے متعلق قائد اعظم نے جو کچھ فرمایا ہے۔ وہ میں آپ سے عرض کر چکا ہوں۔ اب آیئے دیکھیں کہ عوام کو قائد اعظم کی نصیحت اور ہدایت کیا تھی۔ ایک موقع پر قائد اعظم نے فرمایا:۔ "ہمارے چاروں طرف آگ لگی ہوئی ہے۔ سورج کی سنہری کرنیں ابھی دکھائی نہیں دیں۔ لیکن مجھے یقین ہے۔ کہ اتحاد۔ انضباط اور یقین کے ساتھ ہم نہ صرف یہ کہ دنیا کی پانچویں سب سے بڑی سلطنت کی حیثیت سے زندہ رہیں گے۔ بلکہ دنیا کی بڑی بڑی قوموں میں ہمارا شمار ہوگا۔ کیا آپ لوگ اس آگ کی گرمی برداشت کر سکتے ہیں۔ جو اس وقت ہمارے چاروں طرف لگی ہوئی ہے۔" ایک اور موقع پر قائد اعظم نے فرمایا تھا۔ پاکستان کی ہر مسلمان عورت اور مرد پر فرض ہے۔ کہ موجودہ مشکلات کا ہمت سے مقابلہ کرے۔ تاکہ وہ قوم اور وہ ملک مستحکم ہو جائے جس کے لئے انہوں نے سخت سے سخت مصیبت جھیلی ہے اور بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ ملک قائم ہو چکا ہے۔ اب اس کو بنانا عوام کا کام ہے۔ تاکہ جس قدر جلد ہو سکے اصلی معنوں میں پاکستان دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کہلانے کا مستحق ہو۔ اور پاکستانی قوم دنیا کی قوموں میں ممتاز رتبہ حاصل کر سکے۔"

قائد اعظم کا ارشاد ہے۔ "قوم کے مشترکہ مفاد کے لئے متحد رہو۔ تکلیف اٹھانی پڑے تو تکلیف اٹھاؤ۔ رنج اٹھانا پڑے تو رنج اٹھاؤ۔ قربانی دینی پڑے۔ تو قربانی دو۔ اگر قوم کا مشترکہ فائدہ ہو اگر ملک کا مفاد ہے۔ تو بڑی سے بڑی قربانی کو بھی اپنے لئے سہل جانو۔ یاد رکھو کہ آج بھی پاکستان ایک آگ میں سے گزر رہا ہے۔ آج بھی ہم کو سورج کی سنہری کرنوں کا انتظار ہے۔ آج بھی اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ ہم اپنی مصیبتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ آج بھی ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ ہم ملک کے مشترکہ مفاد اور قوم کے باہمی فائدے کے لئے کسی تکلیف کو تکلیف۔ کسی رنج کو رنج اور کسی قربانی کو قربانی نہ سمجھیں۔ آج صرف یہی ضروری نہیں۔ کہ آپ کی حکومت آپ کے سامنے اس عہد کو تازہ کرے۔ کہ حکومت قائد اعظم کے بنائے ہوئے اصولوں پر کاربند رہے گی۔ یہ امر بھی بے انتہا ضروری ہے۔ کہ عوام بھی قائد اعظم کے بنائے ہوئے اصولوں پر چلیں۔ ابھی تک آپ کی روزمرہ کی ضروریات پوری نہیں ہوئیں۔ ابھی تک آپ کو اطمینان اور فراغت نصیب نہیں ہوئی۔ آپ کو ان شدید حالات کا مقابلہ صبر اور ہمت سے کرنا ہوگا۔ تاکہ اطمینان فراغت اور طمانیت کا آفتاب اپنی روشنی سے نور پھیلا دے۔ چنانچہ یہی لازم ہے۔ کہ آپ اور ہم دونوں قائد اعظم کے زریں اصولوں کو سامنے رکھ کر اپنے اپنے اعمال کا جائزہ لیں۔ اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کریں۔ تاکہ اس جائزے اور اس اعتراف کے بعد نئی ہمت اور نئی جرأت کے ساتھ ہم ان حالات کی شدت کا مقابلہ کریں۔ جو ہم کو قومیت کے ابتدائی مراحل میں پیش آئے۔ اگر ہم ہر سال قائد اعظم کے یوم وصال پر اپنے اعمال کا جائزہ لے کر اور اپنی کمزوریوں کا اعتراف کر کے نئے عزم۔ نئی ہمت اور نئی جرأت کے ساتھ اپنے منزل مقصود کی طرف گامزن ہوں۔ تو ہمارا یہ اقدام حقیقی معنوں میں قائد اعظم کے حضور ہمارا نذرانہ عقیدت ہوگا۔

میں آج کے دن کسی ملکی یا غیر ملکی سیاسی مسئلہ پر اظہار خیال نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن ایک مسئلہ ایسا ہے۔ جس کا ذکر قائد اعظم کے یوم وصال پر کرنا ضروری ہے۔ میری مراد مسئلہ اتحاد سے ہے۔ قائد اعظم نے تین زریں اصول ہم کو بتائے تھے۔ تنظیم اور یقین محکم۔ یہ اصول ہمارے قومی اصول ہیں۔ میرے خیال میں ان تینوں اصولوں میں سے اتحاد کا اصول سب سے زیادہ اہم ہے۔ جو قوم متحد ہوگی۔ جس قوم میں اتحاد ہوگا۔ اس قوم کو اس اتحاد کی بدولت خود بخود اپنے مستقبل پر یقین ہو جاتا ہے۔ اور وہ قوم تنظیم کی نعمت سے کبھی محروم نہیں رہ سکتی۔ اس حقیقت سے نہ آپ انکار کر سکتے ہیں۔ اور نہ میں کہ قائد اعظم کی وفات کے بعد قوم کے اتحاد کو نقصان ضرور پہنچا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اگر ہم قائد اعظم کے اصولوں پر چلنے کے دعویدار ہیں۔ تو ہم سب کو مل کر اس نقصان کی تلافی کرنی ہوگی۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں۔ جن کی آنکھوں کے سامنے ناامیدی کے بادل چھائے رہتے ہیں۔ میں پورے یقین اور وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ دن دور نہیں۔ جب پاکستانی قوم کا کارواں متحد ہو کر پاکستان کی ترقی اور بہبودی کے راستے پر جادہ پیما ہوگا۔ قوم کو اب یہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ اندرونی مناقشات اور نفاق کی وجہ سے ملک اور قوم کو بے انتہا نقصان پہنچا ہے۔

باقی دیکھو صفحہ ۱۴ پر

رجسٹرڈ نمبر ایس ۱۱۸۱